تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان بعض مایشیر الیٰ اعجاز القرآن

شیخ علاء الدین علی بن احمد المہائمی ولادت ۷۷۶ھ وفات ۸۳۵ھ

شیخ علی بن احمد گجرات کے قریب ساحلی علاقہ مہائم میں ۷۷۶ھ میں پیدا ہوئے (۱) والد کا نام احمد پیرو ہے لفظ پیرو آپ کے خاندان کا لقب ہے۔ ولادت کا زمانہ خیر و برکت کا دور تھا۔ علما و فضلا کی قدردانی ہوتی تھی۔ سلطان محمد تغلق نے عرب، روم، شام و ایران کے اہلِ کمال کو جمع کیا تھا۔ بڑے بڑے علمائے کرام اور اولیائے کبار اس دور میں موجود تھے۔ شیخ علی کے لیے تحصیلِ علم اور کسبِ کمال کے آسان ذرائع موجود تھے خود اُن کے والد کے علم کا دریا رواں تھا۔ زمانے نے فکرِ معاش سے پوری مہلت دے رکھی تھی۔ ابتدائے جوانی میں علوم و فنونِ مروّجہ سے فارغ ہو جانا مولانا علی جیسے ہونہاروں کے لیے کیا بڑی بات تھی۔ جودتِ ذہن اور جدّتِ طبع تو خداداد تھی تھوڑے ہی دنوں میں اپنے معاصرین میں نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔ علومِ باطنی میں بھی ریاضتِ شاقہ سے کمال کی حد کو پہنچے اور پھر درس و تدریس میں لگ گئے۔ کچھ عرصہ بعد طبیعت نے فقر و تجرد کی راہ اختیار کی اور مجاہدات کے بعد بدر کمال بن گئے۔

---

(۱) نزہتہ ۱۰۵/۳

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اِس زمانے میں اُن کو حضرت خضر علیہ السّلام سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ (۱)

علامہ علی مہائمی زبردست عالم اور ولی کامل بھی تھے (۲) انھوں نے تفسیر و تصوف فقہ و دینیات سے متعلق کئی اہم کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں جو مقبول و مشہور ہوئیں اور علماء نے انھیں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا اِن میں سے بعض یہ ہیں زوارف اللطائف فی شرح عوارف المعارف، شرح ادلۃ التوحید، تفسیر تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان مشرع الخصوص فی شرح الفصوص، النور الاظہر فی کشف سر القضاء والقدر، الضوء الازہر فی الشرح النور الاظہر، اجلۃ التائید فی شرح ادلۃ التوحید وغیرہ (۳)

آپ کو شیخ محی الدین ابن عربی سے بڑی عقیدت تھی توحید وجودی جو اُن کے مسلک کا اہم ترین جزو ہے اِس میں یہ ابنِ عربی ہی کے پیرو ہیں۔ (۴) ان کی مجلس میں اسرار و معارف سننے کے لیے علمائے وقت کا ایک گروہ حاضر رہتا تھا جو اُن کی عالمانہ باتوں سے استفادہ کرتا تھا اِس کے علاوہ اہلِ حاجات بھی اُن کے در سے فیض یاب ہوتے تھے۔

مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم (ناظم ندوۃ العلماء) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

---

(۱) تذکرہ مولانا فقیہ علی مخدوم مہائمی مصنفہ ابو محمد عبدالحق صاحب تفسیر حقانی ص — مصنف کے مزید حالات کے لیے خزینۃ الاصفیاء ۲/ ۳۰۹ حدائق الحنفیہ ص ۳۱۷ مآثر الکرام ص ۱۸۹ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۴۷ اخبار الاخیار ص ۴۷

(۲) شیخ اکرام نے (آب کوثر ص ۵۱۱) رسالہ ضمیر الانسان مصنفہ سید ابراہیم مدنی کے حوالے سے ان کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

(۳) نزہۃ ۳/ ۱۰۶

(۴) آب کوثر (مصنفہ شیخ اکرام) ص ۵۱۲

"شیخ علاؤ الدین علی بن احمد المہائمی گجرات کے سرمایۂ ناز ہیں اور میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ دور میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے سوا حقائق نگاری میں اُن کا کوئی نظیر نہیں ..... جو تصانیف اُن کی پیشِ نظر ہیں اُن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا شخص جس کو ابنِ عربی ثانی کہنا زیبا ہے وہ کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ کہیں اور اُن کا وجود ہوا ہوتا تو اُن کی سیرت پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہوتیں اور کس پُرفخر لہجے میں مورّخین اُن کی داستانیں دُہراتے" (۱)

۸۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا (۲) اُن کی قبر مہائم میں ہے اُن کے مزار پر دھوم دھام سے عرس بھی ہوتا ہے۔

یوں تو ہندوستان میں بہت سی تفسیریں لکھی گئی ہیں لیکن اُن میں شیخ علی مہائمی کی اِس تفسیر کو ایک خاص درجہ حاصل ہے۔ اِس تفسیر میں ویسے تو دوسری غیر ہندوستانی تفسیروں ہی کا تتبع کیا گیا ہے خصوصاً جلالین کا، لیکن بعض جگہوں پر اِس کا انداز بالکل بدلا ہوا ہے۔ اُن کی اِس تفسیر کو علماء بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے اور اُس کی سب سے بڑی خوبی ربطِ آیات کو سراہتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اِس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں:-

"تفسیر رحمانی کہ بہ صنعتِ ایجاز و تدقیق موصوف است و

---

(۱) یادایام ص ۵۹ و ۶۰ (مصنفہ سید عبدالحی مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ)

(۲) نزہتہ ۳/۱۰۵ تذکرہ علمائے ہند ص ۴۷

تفسیر را بہ قرآن امتزاج دادہ است ۔" (۱)

کتاب کے شروع میں ایک مختصر سا مقدمہ ہے جس میں کلام اللہ کی خوبیوں، برکتوں اور اللہ کی بزرگی و شان کا ذکر ہے اُس کے بعد اپنی تفسیر سے متعلق لکھتے ہیں :-

> یہ نکات نظم قرآنی کا بہترین مجموعہ ہے جن میں سے اکثر مجھ سے پہلے کسی جن و انسان کی دسترس میں نہیں آئے تھے۔ میں کہ غریق بحرِ پلید کہاں اس لائق تھا کہ ان تک پہنچ سکتا جنھیں صرف پاک ترین بندے چھو سکتے ہیں لیکن اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے میرے لیے اس مہم کو آسان فرمایا۔ (ص ۳)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خبیر و علیم اور قرآن کے معجزہ ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں پھر اس بات کی تلقین آیات و احادیث و اقوال کے ذریعے سے کی ہے کہ قرآن کی تفسیر ہر شخص کو بغیر اچھی طرح علم کے نہ کرنی چاہیے۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر بہت تفصیل سے بیان کی ہے۔ پہلے تو اُس کے نام کی فضیلت اور اہمیت کا ذکر کیا ہے پھر اُس کے جو مختلف نام ہیں مثلاً فاتحۃ الکتاب، سورۃ الحمد، سورۃ الشکر، سورۃ المنۃ، المثانی، سورۃ الکنز، سورۃ المناجاۃ، سورۃ التفویض، اُمّ الکتاب، سورۃ الوافیہ، سورۃ الشفا وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ نام کیوں رکھے گیے اور ان ناموں سے سورۃ کا تعلق کیا ہے۔

اس کے بعد یہ بحث چھیڑی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ الحمد میں داخل

---

(۱) اخبار الاخیار ص ۱۷۳

ہے یا نہیں۔ یہ ایک پوری لمبی بحث ہے جس پر انھوں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

سورۂ فاتحہ چوں کہ اساسِ قرآن کا مرتبہ رکھتی ہے اور اُس کی بڑی اہمیت ہے اِس لیے اِس سورہ کی تفسیر و تشریح میں خاص طور سے بڑی کاوش کی گئی ہے اور بڑے سلجھے ہوئے انداز میں ہر ہر آیت کا مطلب سمجھایا گیا ہے۔

"غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین" کی تفسیر میں انھوں نے بیضاوی سے اختلاف کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

> بیضاوی نے مغضوب کو عاصی اور ضالین کو جاہلین باللہ قرار دیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مغضوب سے معاند اور ضالین سے کفر میں مبتلا مراد ہیں۔"

اِس تفسیر میں دوسری تفسیروں کے مقابلے میں چار باتیں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) سورۃ کا تعارف۔ ہر سورۃ سے پہلے اس کا تعارف کرایا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اِس کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ اگر کسی واقعہ یا کسی پیغمبر کی وجہ سے ہے تو اس کی تھوڑی سی تاریخ بھی بیان کردی ہے۔ سورۂ آلِ عمران کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کی ہے۔

> اِس کا نام آلِ عمران اِس لیے رکھا گیا ہے کہ اِس میں آلِ عمران یعنی حضرت عیسیٰ، یحییٰ، مریم اور اُن کی ماں کی برگزیدگی کے بارے میں جتنا بیان ہے اور کسی کے بارے میں نہیں ہے۔ اتنی سے کچھ اوپر آیتوں میں اُن کا ذکر ہے اور اسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدگی کی دلیل قرار دیا ہے اور آپ کو براللہ کے محبوب کے لیے متبوع قرار دیا ہے (ص ۱۰۰)

اِس طرح سے ہر سورۃ کے متعلق کچھ نہ کچھ ایسی باتیں کہہ دی ہیں جس سے اُس کی وجہِ تسمیہ اور تھوڑا بہت یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ اِس میں کیا بیان کیا گیا ہے۔

(۲) بسم اللہ کی تشریح ۔ ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح سورۃ کے مضمون کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے جس کی مثال ہمیں کسی دوسرے کے یہاں نہیں ملتی۔ مثلاً سورۃ الحمد سے پہلے بسم اللہ کی تشریح سورۂ بقر یا کسی دوسری سورۃ سے بالکل مختلف ہے۔

بہرحال یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی اور زبان و بیان پر پوری قدرت کا ثبوت ہے کہ ایک ہی جملے کو مختلف انداز اور مختلف معنوں میں استعمال کیا جائے اور کہیں بھی تفسیر و تشریح میں فرق نہ پڑے ساتھ ہی ساتھ اِس کا اندازہ ہو جائے کہ اِس سورۃ میں کس قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ربطِ آیات ۔ مفسرین عام طور سے یہ کرتے ہیں کہ محض آیتوں کی تشریح بیان کر دیتے ہیں اگر کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اُس کا حوالہ دے دیتے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ماقبل و مابعد کی آیتوں میں کوئی مطابقت ہے یا نہیں۔ قرآن مجید مختلف اوقات اور مختلف حالات میں نازل ہوا ہے۔ آیات میں مطابقت پیدا کرنا اور سب کا ایک دوسرے سے تعلق دکھانا بہت مشکل اور بڑی سوجھ بوجھ کا کام ہے۔ علامہ مہائمی نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک سارے کلام پاک کی تفسیر انھوں نے اِس انداز سے کی ہے کہ تمام آیات ایک دوسرے سے مربوط و منسلک نظر آتی ہیں۔

(۴) فنی اور لغوی بحثیں ۔ بہت سے مفسرین آیتوں کی تشریح کے ساتھ ساتھ صرف و نحو کے پیچیدہ مسائل سے بھی بحث کرتے ہیں۔ ایک ایک لفظ پر لمبی لمبی بحثیں کی

ہیں اور دلائل پیش کیے ہیں۔ تہائی اِن باتوں میں زیادہ نہیں اُلجھتے، اُن کے نزدیک معنی و مفہوم کی اہمیت زبان و بیان سے زیادہ ہے۔ عام طور سے چھوٹے چھوٹے جملوں اور واضح اشاروں سے وہ آیاتِ قرآنی کی تفسیر بیان کر دیتے ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کو اُلجھنوں میں نہیں پھنساتے۔ البتہ کہیں کہیں پر عقلی توجیہ اور فلسفیانہ اندازِ بیان بھی ہے۔ اسی انداز کی وجہ سے مجدّدی صاحب نے ان پر اپنے خط میں بہت اعتراض کیا ہے اور اُن کی اِس تفسیر کو پڑھنے سے بڑے بڑے نقصانات پیدا ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ مجدّدی صاحب نے لکھا ہے:۔

"..... مصنّفِ ایں کتاب خیلے میل بہ مذہب فلاسفہ دارد و نزدیک است کہ حکیماں را عدیل انبیا سازد علیہم السّلام ..... (۱)

حروفِ مقطعات پر بھی انھوں نے روشنی ڈالی ہے اور ان کی وضاحت کی کوشش کی ہے مگر اس کی حیثیت خیال آرائی سے زیادہ نہیں ہے۔

اُنھوں نے تمام حروف مقطّعات کی توجیہیں کی ہیں۔ در اصل یہ حروف کے معنی نہیں ہیں بلکہ ہر حرف سے اندازاً ایک لفظ بنا لیا ہے گویا کہ وہ حرف بجائے اِس لفظ کے قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ بہ ہر حال یہ کوئی تحقیقی بات نہیں ہے بس موقع و محل اور سورۃ کی مناسبت سے اِن مبہم الفاظ کی توضیح کردی ہے۔

---

(۱) بحوالہ آب کوثر (شیخ اکرام) ص ۵۱۱